کوہ احد کے دامن میں آزادی کا دفاع

زندگانی پیغمبر اسلامؐ

از: جعفر سبحانی

گزشتہ سے پیوستہ

راہ اسلام کے گزشتہ شمارہ میں اس بات کی طرف بھرپور اشارہ کیا جا چکا ہے کہ کس طرح احد کی جیتی ہوئی جنگ شرمناک شکست میں تبدیل ہو گئی۔ سپاہیان اسلام پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور عنقریب تھا کہ دشمنان اسلام پیغمبر اکرمؐ کا کام تمام کر دیں لیکن حضرت علیؑ اور بعض دیگر مجاہدوں کی جانبازی و معرکہ آرائی کی وجہ سے، جس میں نسیبہ کی شجاعانہ کارگزاری بھی شامل ہے، پیغمبر کی جان بچ گئی۔ اس کے بعد رونما ہونے والے حالات کا تذکرہ و تجزیہ درج ذیل عبارت میں پیش کیا جا رہا ہے:

داستان احد کا باقی حصہ:

معدودے چند افراد کی شجاعت و جانبازی کی وجہ سے پیغمبرؐ کی جان بچ گئی۔ خوش قسمتی کی بات تو یہ تھی کہ دشمنوں کی اکثریت کا یہ خیال تھا کہ پیغمبر اکرمؐ مارے گئے لہٰذا وہ لوگ مقتل میں قتل شدہ افراد کے درمیان پیغمبرؐ کے جسد خاکی کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ ادھر حضرت علیؑ، ابو دجانہ اور بطور احتمال چند دیگر افراد، دشمنون کے حملوں کا جواب دینے میں لگے ہوئے تھے۔ اس موقع پر مصلحت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے پیغمبرؐ کی موت کی خبر کی تردید نہیں کی گئی تاکہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ "شعب" یعنی درہ کی طرف چلے جائیں۔

راستہ میں پیغمبر اکرمؐ اس گڑھے میں گر گئے جو "ابو عامر" نے مسلمانوں کے لئے کھود رکھا تھا۔ فوراً ہی حضرت علیؑ نے پیغمبر اکرم کا ہاتھ پکڑا اور انہیں گڑھے سے باہر نکال لیا۔ مسلمانوں میں جس شخص نے پیغمبر اکرم کو سب سے پہلے پہچان لیا اس کا نام "کعب مالک" تھا۔ اس نے دیکھا کہ عمامہ کے نیچے پیغمبرؐ کی آنکھوں سے نور چھلک رہا ہے۔ یہ منظر دیکھنے کے بعد وہ خوشی سے پھولا نہ سمایا اور فوراً بلند آواز میں کہنے لگا۔ "دیکھو اے مسلمانو! پیغمبرؐ یہاں ہیں۔ وہ زندہ سلامت ہیں اور خداوند عالم نے انہیں دشمنوں کے قاتلانہ حملہ سے بچا لیا ہے۔"

اس بات کا قوی امکان تھا کہ پیغمبرؐ کی سلامتی کی خبر پھیلنے سے دشمن دوبارہ حملہ آور ہو جاتے لہٰذا پیغمبرؐ نے کعب کو حکم دیا کہ وہ اس خبر کو پوشیدہ رکھے۔ کعب نے فوراً سکوت اختیار کر لیا۔

آخر کار پیغمبر اکرمؐ پہاڑ کے درہ کے دہانہ تک پہونچ گئے۔ اس جگہ کچھ مسلمان پہلے ہی سے موجود تھے۔ جب ان لوگوں نے پیغمبر اکرم کو زندہ و سلامت دیکھا تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا لیکن وہ سب پیغمبرؐ کے سامنے شرمندہ و پشیمان ہوئے۔ ابو عبیدہ نامی جراح نے پیغمبرؐ کے چہرۂ مبارک میں دھنسی ہوئی مغفر یعنی زنجیر کی دو کڑیوں کو باہر نکالا۔ امیر المومنینؑ اپنی ڈھال میں پانی لے آئے۔ پیغمبرؐ نے اس پانی سے منہ دھوتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "وہ ملت جس نے اپنے نبیؐ کے چہرے کو خون آلود کیا، وہ خداوند عالم کے شدید غیظ و غضب کا شکار ہوئی!"

موقع پرست دشمن

جس وقت مسلمان غیر معمولی شکست سے روبرو ہو گئے تو موقع پرست دشمن نے یہ خیال کیا کہ یہ وقت ان کے افکار و عقائد کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بہت مناسب ہے لہٰذا انہوں نے عوام الناس کو متاثر کرنے کے لئے توحیدی آئین کے خلاف زوردار

رو اکا شروع کردیا۔ عصر حاضر کے ایک مشہور [م]صنف کا خیال ہے کہ "لوگوں کے افکار و عقائد کو [م]تاثر کرنے کا بہترین اور مناسب ترین موقع وہ ہوتا ہے جب وہ شکست خوردہ حالت میں مختلف الانوع مصائب و آلام میں گرفتار ہوں۔ مصیبت کی شدت کی وجہ سے ستم رسیدہ قوم کے حوصلے پست اور متزلزل ہوجاتے ہیں اور اس قوم کے لوگوں میں معاملات کو سوچنے سمجھنے اور غور و فکر کرنے کے بعد کسی نتیجے پر پہونچنے کی صلاحیت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ ایسے حالات میں شکست خوردہ قوم ہر طرح کے برے اور بے بنیاد پروپگنڈوں کا اثر بہت جلد قبول کیا کرتی ہے۔"

چنانچہ جنگ احد میں مسلمانوں کی شرمناک شکست کے بعد ابوسفیان اور عکرمہ نے دو بڑے بت اپنے ہاتھوں پر بلند کئے اور لوگوں کے درمیان گھوم گھوم کر اپنی خوشی کا مظاہرہ کرنے لگے۔ ان لوگوں نے موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے "اعل ھبل اعل ھبل" یعنی ھبل زندہ باد اور ھبل پائندہ و سربلند باد کے نعرے بھی لگائے اور لوگوں تک یہ پیغام پہونچانے کی کوشش کی کہ لشکر اسلام کے خلاف ان لوگوں کی یہ کامیابی درحقیقت بت پرستی کی کامیابی ہے کیونکہ اگر ان بتوں کے علاوہ کوئی خدا ہوتا اور توحید پرستی میں کچھ حقیقت ہوتی تو اس جنگ میں ان مسلمانوں کو کامیابی ملی ہوتی۔

رسول اکرمؐ فوراً متوجہ ہوگئے کہ موجودہ حساس حالات میں دشمن ایک خطرناک منصوبے کو عملی جامہ پہنانا چاہتا ہے اور اس موقع سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے لہذا وہ اپنے تمام مصائب بھول گئے اور فوراً حضرت علیؑ اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس شرک انگیز نعرے کا جواب دیتے ہوئے یہ نعرہ بلند کریں۔ "اللہ اعلیٰ واجل، اللہ اعلیٰ واجل" یعنی خدا ہی عظیم و توانا ہے۔ اور یہ شکست خدا پرستی کی شکست نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ سپہ سالار کے حکم سے انحراف ہے۔

اس کے بعد بھی ابوسفیان اپنے زہریلے پروپگنڈے سے باز نہیں آیا اور یہ کہنے لگا۔ "نحن لنا العزی ولا عزی لکم۔" یعنی ہم لوگوں کے پاس عزی نامی بڑا بت ہے اور تم لوگوں کے پاس کوئی بت نہیں ہے پیغمبرؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ دشمن کے ہر نعرہ کا

> **ابوسفیان مسلمانوں کی طرف سے ملنے والے دنداں شکن جواب کی تاب نہ لاسکا لہٰذا بڑی جھنجھلاہٹ کے عالم میں' یہ کہتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہوگیا کہ "ہم تمہیں اگلے سال دیکھ لیں گے۔"**

مناسب جواب دیتے رہیں۔ پیغمبرؐ کا اشارہ پاتے ہی وادی میں جمع تمام مسلمانوں نے اونچی آواز میں یہ نعرہ لگایا۔ "اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم۔" یعنی اگر تم لوگ ایک بت پر جو پتھر یا لکڑی کے ایک ٹکڑے کے علاوہ کچھ نہیں ہے، تکیہ کئے ہوئے ہو تو جان لو کہ ہم لوگ اس خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان و اعتماد رکھتے ہیں جو خالق و مالک کائنات ہے۔

منادی شرک نے تیسری مرتبہ کہا۔ "آج تم لوگوں کو بدلہ مل گیا۔" مسلمانوں نے حکم پیغمبرؐ کے مطابق جواب دیا کہ "یہ دونوں دن ہرگز برابر نہیں ہیں کیونکہ ہمارے مقتولین بہشت میں ہیں اور تمہارے مقتولین دوزخ میں۔"

ابوسفیان مسلمانوں کی طرف سے ملنے والے دنداں شکن جواب کی تاب نہ لاسکا لہذا بڑی جھنجھلاہٹ کے عالم میں یہ کہتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہوگیا کہ "ہم تمہیں اگلے سال دیکھ لیں گے۔"(۲)

اب مسلمانوں کے سامنے سیکڑوں زخمی سپاہیان اسلام کے علاج اور ۷۰ شہداء کی تکفین و تدفین کا مسئلہ تھا۔ پہلے ان لوگوں نے نماز عصر ادا کرنے کا اہتمام کیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے شدید کمزوری کی وجہ سے بیٹھ کر باجماعت نماز ادا کی اور اس کے بعد شہداء احد کے دفن و کفن میں مشغول ہوگئے۔

جنگ کا خاتمہ:

جنگ کی آگ ٹھنڈی ہوگئی اور طرفین ایک دوسرے سے دور ہوگئے۔ اس بار مسلمان شہداء کی تعداد مقتولین قریش سے تین گنا سے بھی زیادہ تھی لہٰذا ان لوگوں کے لئے یہ لازمی تھا کہ لازمی مذہبی مراسم کے ساتھ شہداء کے جسد کو جلد از جلد سپرد خاک کردیں۔

قریش کی عورتوں نے اس ظاہری کامیابی کے بعد مسلمان مقتولین کے ساتھ ایسے شرمناک اور وحشیانہ سلوک کئے جس کی مثال نہیں ملتی۔ ان لوگوں نے مسلمان شہداء کے اعضاء بدن مثلاً ناک و کان کاٹ کر اپنے دل میں انتقام کی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی لیکن بدنامی و رسوائی کے

علاوہ انہیں کچھ نہ مل سکا۔ دنیا کی تمام قوموں کے درمیان دشمن کے مقتولین کے احترام کی رسم ہے لیکن ابوسفیان کی زوجہ نے مسلمان مقتولین کے اعضاء بدن سے ہار بنوایا اور اسے اپنے گلے میں ڈالا اور اپنے کانوں میں شہداء کے اعضاء بدن کے گوشوارے لٹکائے فقط اسی بات پر اکتفا نہیں کی بلکہ پیغمبرؐ کے چچا حضرت حمزہ کا پیٹ چاک کر کے ان کے جگر کو اپنے دانتوں سے چباتی رہی۔ اس سنگ دل و جگر خوارہ عورت نے حضرت حمزہ کے کلیجے کو چبا کر نگلنے کی بڑی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔

یہ ایسی مذموم و شرمناک حرکت تھی کہ خود ابوسفیان یہ کہنے لگا کہ "میں اس حرکت سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کرتا ہوں۔ اگرچہ میں نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا لیکن میں اس حرکت سے زیادہ رنجیدہ و معذور بھی نہیں ہوں۔"

یہ عورت اپنے اس برے کردار وحشیانہ اخلاق کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان "ہند آکلة الاکباد۔" ہند جگر خوارہ کے نام سے مشہور ہو گئی اور اس کی اولاد کو جگر خوارہ عورت کی اولاد کہا جانے لگا۔

مسلمان پیغمبر اکرمؐ کے ہمراہ قتل گاہ میں داخل ہوتے ہیں تاکہ اپنے ۷۰ شہداء کی لاشوں کو سپرد خاک کریں۔ وہاں پیغمبرؐ کی نگاہ حضرت حمزہ کی لاش پر پڑی تو وہ غیر معمولی منقلب ہو گئے اور ان پر ایسا غم و غصہ اور غیظ و غضب طاری ہوا کہ خود کہنے لگے۔ "آج میں اپنے اندر جس غیظ و غضب کا احساس کر رہا ہوں وہ میری زندگی میں عدیم المثال ہے۔

مورخین اور مفسرین متفقہ طور پر بیان کرتے ہیں کہ مسلمان اس موقع پر یہ عہد کرتے ہیں کہ آنے والے وقت میں مشرکین پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد وہ ان کے مقتولین کی لاش کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کریں گے بلکہ دشمن نے تو ایک لاش کا "مثلہ" کیا ہے وہ اس کے بدلے میں دشمن کے تیس مقتولین کا "مثلہ" کریں گے۔ ابھی ان لوگوں نے آپس میں یہ فیصلہ کیا ہی تھا کہ امین وحی اس آیہ کریمہ کے ساتھ پیغمبرؐ کی خدمت میں نازل ہوئے۔

اگر تم لوگ یہ فیصلہ کرتے ہو کہ انہیں سزا دو تو سزا کے سلسلے میں اعتدال کی حد سے تجاوز نہ کرو اور اگر صبر سے کام لو تو صابرین کیلئے بہر حال بہتری ہے۔ ۳

یہ عورت اپنے اس بُرے کردار اور وحشیانہ اخلاق کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان "ہند آکلة الاکباد۔" (ہند جگر خوارہ) کے نام سے مشہور ہو گئی اور اس کی اولاد کو جگر خوارہ عورت کی اولاد کہا جانے لگا۔

اسلام نے اس آیۂ کریمہ کے ذریعہ 'جو درحقیقت مکمل اسلامی عدالتی نظام کی بنیاد کا درجہ رکھتی ہے' ایک بار پھر اپنے روحانی اور کریمانہ چہرہ کو ظاہر کر دیا اور دنیا والوں پر یہ بات ثابت کر دی کہ دین مبین اسلام درحقیقت انتقام پسندی کا مذہب نہیں ہے بلکہ اس نے غیظ و غضب کی شدت میں بھی مسلمانوں سے میانہ روی اور اعتدال کا مطالبہ کیا ہے اور انہیں اس بات کی طرف ہمہ تن متوجہ رکھا ہے کہ کسی بھی حالت میں عدل و انصاف کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے اور ہر وقت انصاف کے تقاضہ کو پورا کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت حمزہ کی بہن "صفیہ" بار بار یہ اصرار کر رہی تھیں کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو دیکھنا چاہتی ہیں لیکن ان کے بیٹے "زبیر" نے حکم پیغمبرؐ کے بموجب اپنی والدہ کو مقتل میں نہیں آنے دیا۔ صفیہ نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ دشمنوں نے میرے بھائی کی لاش کا مثلہ کیا ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم میرے بھائی کی لاش تک پہونچا دو تو میں رنج و غم اور غیظ و غضب کا مظاہرہ نہ کروں گی بلکہ میں خدا کی راہ میں آنے والی اس مصیبت پر صبر و استقامت سے کام لوں گی۔

یہ تربیت یافتہ خاتون اسلامی وقار کے ساتھ اپنے بھائی کے جنازہ کے قریب آئیں 'نماز جنازہ ادا کی' ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور واپس چلی گئیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایمانی طاقت سب سے بڑی طاقت ہے اور اس طاقت کے ذریعہ مصائب و آلام اور غیظ و غضب کے اُمنڈتے ہوئے سیلاب کو روکا جا سکتا ہے اور اس طاقت سے مصیبت زدہ شخص کو غیر معمولی سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اس کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ایک اور دو دو لاشوں کو دفن کر دیا۔ پیغمبرؐ نے حکم دیا کہ "عمر جموح" اور "عبداللہ عمرو" کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیں کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے جگری دوست تھے اور اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی یہ دونوں ساتھ ساتھ رہیں ۴

سعد بن ربیع کے آخری کلمات:

سعد بن ربیع 'پیغمبرؐ کے وفادار ساتھیوں میں تھے۔ ان کا دل ایمان و اخلاص سے مالا مال تھا۔ جنگ احد میں بارہ زخم کھانے کے بعد بھی غیر معمولی زخمی

...ن میں مقتل کے ایک گوشہ میں پڑے ہوئے ...ے ایک شخص نے قریب سے گزرتے ہوئے ...لوگ کہتے ہیں کہ محمدؐ مارے گئے۔ "سعد نے اس ...ص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اگر محمدؐ مارے گئے ...کا خدا تو زندہ ہے۔ اور ہم لوگ الٰہی دین و آئین ...تبلیغ واشاعت کے لئے جہاد کر رہے ہیں اور توحید ...سرحدوں کا دفاع کر رہے ہیں۔"

...ب جنگ کی آگ ٹھنڈی ہوئی تو پیغمبرؐ کو سعد ابن ...یاد آئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ...ہوئے کہا کیا تم لوگوں میں سے کوئی شخص "سعد" کے ...بارے میں کوئی خبر لا سکتا ہے؟ "زید بن ثابت" آگے ...بڑھے اور پیغمبرؐ سے یہ وعدہ کیا کہ وہ سعد کے بارے ...میں صحیح خبر لا سکتے ہیں۔ اس کے بعد زید نے مقتولین ...کے درمیان سعد کو ڈھونڈنا شروع کیا تھوڑی دیر بعد ...انہیں سعد انتہائی زخمی حالت میں مل گئے۔ انہوں سعد ...سے بتایا کہ مجھے پیغمبر اکرمؐ نے تمہارے بارے میں ...صحیح اطلاع حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ سعد نے ...کہا کہ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں میرا اسلام عرض ...کرتے ہوئے کہنا کہ "اب سعد کی زندگی کے چند ...لمحات ہی باقی رہ گئے ہیں اور اے خدا کے رسولؐ! خدا ...وند عالم آپ کو اس اجر عظیم سے سرفراز فرمائے جو ...پیغمبروں کے شایان شان ہو۔"

اپنی بات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا کہ "پیغمبرؐ کے اصحاب وانصار تک میرا اسلام پہونچاتے ہوئے ان سے کہدینا کہ اگر تمہاری زندگی میں پیغمبرؐ کو کوئی اذیت پہونچی تو بارگاہ خداوندی میں تمہارا کوئی بھی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔"

ابھی زید بن ثابت سعد کے قریب سے ہٹے نہ تھے کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔[5]

درحقیقت انسان کا اپنی ذات سے بڑا گہرا تعلق ہوا کرتا ہے اور دانشوروں کی اصطلاح میں "حب ذات" کی جڑیں اتنی گہری اور طاقتور ہوتی ہیں کہ وہ کسی حالت میں بھی اپنی ذات کو فراموش نہیں کرپاتا چاہے اسے اپنی جان ہی کیوں نہ گنوانی پڑے۔

لیکن ایمان کی طاقت اور مقصد سے عشق کا زور اتنا زیادہ موثر اور طاقتور ہوا کرتا ہے کہ انسان اپنی ذات سے بھی گزر جاتا ہے۔ تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ پتہ چلتا ہے کہ اس بہادر وجانباز مجاہد اسلام کی زندگی اور موت کے درمیان محض چند لمحوں کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا لیکن اس کو اپنے نفس اور اپنی ذات کی پرواہ نہ تھی بلکہ پیغمبرؐ کی گرانقدر زندگی کی فکر لگی ہوئی تھی کیونکہ اس کو یہ اندازہ تھا کہ عظیم الٰہی مقصد کی تکمیل کے لئے پیغمبر اکرمؐ کی زندگی کا تحفظ زیادہ ضروری ہے۔ اسی وجہ سے "زید بن ثابت" کے ذریعہ اس نے اپنے دوستوں کے پاس صرف یہ پیغام بھیجا کہ وہ اپنے قائد ورہبر کی حفاظت سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہ ہوں۔

مدینہ کی طرف پیغمبر اکرمؐ کی واپسی

سورج مغرب کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا اور اپنی کرنوں سے دنیا کے دوسرے حصوں کو منور کرنے والا تھا۔ سرزمین احد پر غیر معمولی سکوت وخاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے حالات میں بھاری جانی ومالی نقصان سے دوچار مسلمانوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار نہ رہ گیا تھا کہ اپنے سپاہیوں کے علاج نیز اپنی دفاعی طاقت کو دوبارہ منظم کرنے کے لئے اپنے گھروں کی طرف واپس چلے جائیں۔ سپہ سالار لشکر اسلام نے وطن واپسی کا حکم صادر کردیا۔

چنانچہ کچھ ہی دیر میں پیغمبر اکرمؐ اپنے پسماندہ اصحاب وانصار کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوگئے۔ وہ مدینہ جہاں ہر گھر سے نوحہ وماتم اور نالہ وشیون کی آواز بلند تھی۔

پیغمبر اکرمؐ "بنی عبد الاشھل" کے گھروں میں گئے اور اس قبیلے کی عورتوں کا نوحہ وماتم سن کر منقلب ہوگئے اور ان کی نورانی آنکھوں سے بھی اشک جاری ہوگئے۔ انہوں نے اپنی اشک آلود آنکھوں کے ساتھ نہایت دھیمی آواز میں یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ "افسوس! آج حمزہ پر گریہ وزاری کرنے والا کوئی نہیں ہے۔"[6]

سعد معاذ اور دیگر کچھ لوگ پیغمبرؐ کے قریب ہی کھڑے ہوئے تھے۔ انہیں پیغمبرؐ کی خواہش کا اندازہ ہوگیا چنانچہ فوراً ہی ان لوگوں نے کچھ عورتوں کو حکم دیا کہ اسلام کے اس نامور مجاہد حضرت حمزہ کے سوگ میں مجلس عزا کا اہتمام کرتے ہوئے نوحہ وماتم کریں۔ پیغمبر اکرمؐ کو معلوم ہوا کہ خواتین مدینہ حمزہؑ کے سوگ میں نوحہ وماتم کررہی ہیں۔ پیغمبرؐ نے ان خواتین کے حق میں دعا کی اور کہنے لگے: "انصار جماعت سے مجھے ہمیشہ ہر طرح کا مادی اور معنوی تعاون حاصل رہا ہے۔" اس کے بعد پیغمبرؐ نے ان عورتوں سے کہا کہ وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جائیں۔

(باقی آئندہ)

حوالے:

۱۔ اشتد غضب اللہ علی من ادمی وجہ نبیہ
۲۔ بحار الانوار جلد ۲۰ ص ۳۴، ۴۵
۳۔ وان عاقبتم .... خیر للصابرین۔ سورۂ نحل آیت ۱۲۶
۴۔ سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص ۳۹۸، بحار الانوار جلد ۲۰ ص ۱۳۱
۵۔ سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص ۹۵
۶۔ ولکن حمزۃ لا بواکی لہ۔ سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص ۹۹